بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پارہ نمبر:3

فضائل انبیاء علیہم السلام:

﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ ٢٥٣

بعض انبیاء علیہم السلام کے خصوصی فضائل کا ذکر فرمایا۔

1: کسی نبی کو قیادت وسیادت عطا ہوئی۔

2: کسی نبی کو براہ راست اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلام ہونے کا شرف ملا۔

3: کسی نبی کو واضح معجزات عطا ہوئے۔

آیت الکرسی اور اس کی فضیلت:

1: آیت الکرسی قرآن کریم کی افضل ترین آیت ہے۔

2: اس کے پچاس کلمات اور دس جملے ہیں۔

3: اس میں ستر مرتبہ اللہ تعالیٰ کا نام آیا ہے، کہیں واضح اور کہیں اشارہ کے ساتھ۔

4: اس کی ایک فضیلت یہ ہے کہ جو شخص فرض نماز کے بعد اس کے پڑھنے کا اہتمام کرے اس کے جنت میں داخل ہونے کے لیے موت کے سوا کوئی چیز مانع نہیں۔

5: اس کے پڑھنے سے شیاطین اور چوروں سے حفاظت رہتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے مناظرہ:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں بادشاہ گزرا ہے جس کا نام "نمرود" ہے۔ نمرود خود کو سجدے کراتا تھا، خدائی کا دعوی کرتا تھا۔ اس پارہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے مناظرہ کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دلیل

کی طاقت سے نمرود کو خاموش کرا دیا۔

نتیجہ: مناظرہ کرنا گناہ نہیں۔

حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ:

﴿اَوۡ كَالَّذِیۡ مَرَّ عَلٰى قَرۡيَةٍ وَّهِىَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوۡشِهَا﴾ ﴿۲۵۹﴾

حضرت عزیر علیہ السلام کا ایک تباہ شدہ بستی سے گزر ہوا ان کے دل میں خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ کیسے زندہ فرمائیں گے؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام پر سو سال تک موت کو طاری کیا، پھر انہیں زندہ کیا۔

موت کے بعد زندہ ہونا:

﴿وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِىۡ كَيۡفَ تُحۡىِ الۡمَوۡتٰى ؕ قَالَ اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ ؕ قَالَ بَلٰى وَلٰـكِنۡ لِّيَطۡمَئِنَّ قَلۡبِىۡ﴾ ﴿۲۶۰﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی: اے اللہ! میں جانتا ہوں آپ زندہ بھی کرتے ہیں اور مارتے بھی ہیں۔ لیکن میرا جی چاہتا ہے کہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھوں کہ آپ قیامت کے دن بندوں کو کیسے زندہ کریں گے؟ اللہ نے پوچھا: ﴿اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ﴾ کیا آپ کو یقین نہیں؟ تو فرمایا: ﴿بَلٰى﴾ کیوں نہیں! یقین تو ہے ﴿وَلٰـكِنۡ لِّيَطۡمَئِنَّ قَلۡبِىۡ﴾ لیکن آنکھوں سے دیکھ لوں گا تو میرا دل مطمئن ہو گا کہ اللہ جی آپ کیسے زندہ فرمائیں گے! فرمایا چار پرندے لے لیں، ٹکڑے کر کے پہاڑوں پر رکھیں، پھر انہیں اپنی طرف بلائیں وہ دوڑتے ہوئے آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی مثال:

﴿مَثَلُ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ

اَنۡۢبَتَتۡ سَبۡعَ سَنَابِلَ﴾ ﴿۲۶۱﴾

جس طرح کسان زمین میں ایک دانہ بوتا ہے، اس سے سات بالیاں اگتی ہیں، ہر بالی میں سو دانے ہوتے ہیں تو کسان ایک دانہ خرچ کر کے سات سو دانے حاصل کرتا ہے۔ یہی حال اس شخص کا ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں ایک روپیہ خرچ کر کے سینکڑوں نیکیاں کما لیتا ہے۔

سود کی حرمت اور سود پر وعید:

1: سود حرام ہے۔

2: اللہ تعالیٰ نے سود خور کے ساتھ اعلان جنگ کیا ہے۔

[دیگر وعیدات]

3: سود کا ایک روپیہ کھانا اپنی ماں سے ستّر مرتبہ بدفعلی کرنے سے بڑا جرم ہے۔

4: سود کھانے، کھلانے، سودی معاملہ لکھنے اور اس پر گواہ بننے والے ہر شخص پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔

مالی معاملات کا بیان:

1: مالی معاملات لکھ لینے چاہییں۔

2: مالی معاملات میں رَہن بھی لیا جا سکتا ہے۔

جامع اور مفید ترین دعا:

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِیۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَاۤ اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ۚ رَبَّنَا وَ لَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ ۚ وَ اعۡفُ عَنَّا ٝ وَ اغۡفِرۡ لَنَا ٝ وَ ارۡحَمۡنَا ٝ اَنۡتَ مَوۡلٰىنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی

الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

1: ہماری بھول اور غلطیوں پر ہماری پکڑ نہ فرمائیے

2: ہم پر ایسا بھاری بوجھ نہ رکھیے گا جیسا آپ نے ہم سے پہلے لوگوں پر رکھا تھا۔

3: ہم سے وہ بوجھ نہ اٹھوائیے گا جس کی ہم میں طاقت نہیں۔

4: ہمیں معاف کر دیجیے

5: ہمیں بخش دیجیے

6: ہم پر رحم کیجیے۔

سورۃ بقرۃ کے آخر میں ایک جامع اور مفید ترین دعا کا ذکر کیا ہے۔ اگر احکام کی تعمیل میں ہم سے کوئی غلطی یا کمی کوتاہی ہو جائے تو یہ دعا مانگنی چاہیے تا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے درگزر کا معاملہ فرمائیں۔

سورۃ آل عمران

وجہ تسمیہ:

''آل'' اولاد کو کہتے ہیں اور ''عمران'' ایک شخص کا نام ہے آلِ عمران کے معنی عمران کی اولاد، اس سورت میں چونکہ اولادِ عمران کا تفصیل سے ذکر فرمایا ہے اس لیے اس سورت کا نام آلِ عمران ہے۔

عیسائیوں کے وفد کی خدمتِ نبوی میں آمد:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نجران کے عیسائی ساٹھ افراد کا وفد لے

کر آئے۔ انہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مکالمہ کیا کہ حضرت عیسی علیہ السلام "معبود" ہونے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ہیں۔ انہوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے قرآن کریم کے ان الفاظ سے استدلال کیا جن میں عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ، روح اللہ فرمایا گیا ہے۔

گفتگو کی ترتیب:

عیسائیوں کو ناز تھا کہ ہمارے یہاں شاعری بہت ہے تو انہوں نے اپنا شاعر کھڑا کیا۔ اس کے مقابلے کے لیے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو کھڑا کیا تو ان کا شاعر شکست کھا گیا۔

خطابت پر ناز تھا تو انہوں نے اپنا خطیب کھڑا کیا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مقابلے میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو کھڑا کیا تو ان کا خطیب بھی شکست کھا گیا اور پھر جب دلائل کی باری آئی خود حضور اکرم صلی علیہ وسلم نے دلائل سے توحید خداوندی کو ثابت کر کے ان کے عقیدہ تثلیث کی تردید فرمائی۔

صفات محکمات، متشابہات:

﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ..... ﴿۷﴾﴾

اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفات کا بیان ہو رہا ہے۔ اور صفات کی دو قسمیں ہیں:

محکمات متشابہات

صفات محکمات وہ صفات ہیں جن کا معنی ظاہر اور واضح ہے۔ مثلاً سمع، بصر، علم، قدرت وغیرہ اور صفات متشابہات وہ صفات ہیں جن کے معانی غیر واضح اور مبہم

ہیں، عقل انسانی کی وہاں تک رسائی نہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے ید، وجہ، عین وغیرہ جیسے کلمات اللہ تعالی کی صفات متشابہات ہیں۔

اہل کتاب کے جرائم:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَكْفُرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ وَ یَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ﴾ (۲۱)

1: وہ لوگ انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کیا کرتے تھے۔

2: اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو تنگ کرتے تھے۔

3: ظلم و تشدد کرتے تھے۔

ان کے جرائم کی پاداش میں ان کے اعمال ضائع ہونے اور جہنم میں داخلے کی وعید سنائی گئی ہے۔

کفار کو دلی دوست نہ بنائیں:

﴿لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ (۲۸)

کفار سے تعلق تین قسم کا ہو سکتا ہے:

موالات:

کفار سے موالات یعنی دل سے محبت اور دوستی کسی حال میں بھی جائز نہیں۔

مدارات:

مدارت یعنی ظاہری خوش خلقی ان تین مقاصد کے لیے تو جائز ہے:

(1)... کافر کے شر اور نقصان سے بچنے کے لیے

(2)... اس کافر کی ہدایت کے لیے (بشرطیکہ یہ توقع ہو کہ ہمارے اس عمل سے وہ ہدایت کی طرف آئے گا)

(3)... کافر اگر مہمان ہو تو اس کے اکرام کے لیے

مواسات:

مواسات یعنی ان سے تعاون کرنے کا حکم یہ ہے کہ جن کفار سے جنگ ہے (یعنی اہلِ حرب) ان کے ساتھ مواسات جائز نہیں ہے اور جن سے جنگ نہیں بلکہ حالتِ امن ہے ان کے ساتھ جائز ہے۔

پھر اس سورۃ میں تین بڑے اہم واقعات بیان کیے ہیں:

1: حضرت مریم کی والدہ کا ذکر:

﴿اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ..... (۳۵)﴾

حضرت مریم کی والدہ حضرت حنہ بنت فاقوذ کا ذکر ہے کہ ان کی اولاد نہیں تھی تو انہوں نے منت مانی کہ اے اللہ تو مجھے بیٹا دے میں اس کو تیرے دین کے لیے وقف کروں گی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹی عطا فرمائی تو حضرت مریم کی والدہ کو شبہ ہوا کہ بیٹا ہوتا تو میں دین کے لیے پیش کرتی لیکن میری تو بیٹی ہوئی ہے اور بیٹی کیا کرے گی؟ تو اللہ تعالی نے بڑا پیارا جواب دیا﴿وَلَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى﴾ کہ جو بیٹا تو نے مانگا تھا وہ اس بیٹی کی طرح نہیں ہے جو ہم نے دی ہے۔

بسا اوقات دینی معاملات میں بیٹیاں بیٹوں سے بھی بڑھ جاتی ہیں۔ بیٹیاں اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں اس لیے بیٹی کی پیدائش پر دل چھوٹا نہیں کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو خوشی خوشی قبول کرنا چاہیے۔

2: حضرت زکریا و یحیٰ علیہما السلام کا ذکر:

﴿هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّكَ

سَمِيۡعُ الدُّعَآءِ﴿۳۸﴾

پھر زکریا علیہ السلام کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے حضرت مریم جبکہ وہ چھوٹی تھیں، کے پاس بغیر موسم کے پھل دیکھے تو حضرت زکریا علیہ السلام نے پوچھا کہ اے مریم! تمہارے پاس یہ تر و تازہ پھل کہاں سے آئے ہیں؟ حضرت مریم نے کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ یہ حضرت مریم کی کرامت تھی۔

حضرت زکریا علیہ السلام کے ہاں اولاد نہیں تھی۔ حضرت مریم کے پاس بغیر موسم کے پھل دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے اولاد کی دعا مانگی کہ اے اللہ! مجھے بھی اپنی طرف سے اولاد عطا فرما جس طرح تو نے مریم کو بغیر موسم کے پھل دیا ہے۔ حالانکہ حضرت زکریا بھی بوڑھے تھے اور ان کی اہلیہ بھی بوڑھی بانجھ تھیں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے یحیٰی علیہ السلام جیسا بیٹا عطا فرمایا۔

ہر حال میں اللہ سے مانگنا:

اس واقعے سے یہ واضح طور پر معلوم ہوا کہ ولی کی کرامت دیکھ کر ولی کے خدا سے مانگنا چاہیے نہ کہ خود ولی سے، اور پھر مزارات پر چکر لگانے لگیں یہ شرک ہے، اس سے بچنا ضروری ہے۔ یاد رکھیں کہ ولی کی کرامت کو دیکھ کر ولی سے مانگنا؛ یہ اسلام نہیں ہے، ولی کی کرامت دیکھ کر ولی کے خدا سے مانگنا؛ یہ اسلام ہے۔

3: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر:

﴿قَالَتۡ رَبِّ اَنّٰى يَكُوۡنُ لِىۡ وَلَدٌ وَّلَمۡ يَمۡسَسۡنِىۡ بَشَرٌ ‌ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ ‌ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمۡرًا فَاِنَّمَا يَقُوۡلُ لَهٗ كُنۡ فَيَكُوۡنُ﴿۴۷﴾﴾

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو بیان فرمایا کہ وہ خدا کے کلمہ کن سے بغیر کسی ظاہری سبب کے پیدا ہوئے۔ مذکورہ تینوں واقعات خرق عادت بھی ہیں

اور اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت پر دلالت بھی کرتے ہیں۔

یہودیوں کا عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ:

﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ﴿۵۴﴾﴾

یہود نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا تھا، دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے انہیں بچانے کی تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہی غالب رہتی ہے۔

﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ.... ﴿۵۵﴾﴾

اللہ تعالی نے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تسلی دیتے ہوئے فرمادیا کہ تجھے دنیامیں دوبارہ اتارنے کے بعد ظاہری موت مَیں ہی دوں گا۔ اس کے بعد فرمایا اور میں تجھے ابھی زندہ آسمان پر اٹھالوں گا اور تجھ تک یہود کے ہاتھ پہنچنے بھی نہیں دوں گا۔ تجھے ان بد بخت یہود سے محفوظ رکھوں گا اور پھر جو تیرے ماننے والے ہیں انہیں کامیاب کروں گا۔

عقیدہ اسلام:

اھل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں۔ قیامت سے پہلے آئیں گے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی حیثیت سے آئیں گے، جہاد کریں گے اور پھر پوری دنیا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکت سے کوئی ایک شخص بھی کافر نہیں رہے گا۔ اگر آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی زندگی میں دیکھ لیں تو ان کے سپاہی بنیں اور ان کے معاون بنیں۔

نظریہ یہود کی تردید:

رفعِ عیسیٰ علیہ السلام سے یہودیوں کے اس باطل نظریے کا رد ہو گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھادیا گیا ہے اور وہ قتل کر دیے گئے ہیں۔ اللہ تعالی نے اس کی

تردید میں فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر نہیں چڑھایا گیا بلکہ وہ آسمان پر حیات ہیں۔

مباہلہ کی دعوت:

عیسائیوں کا جو وفد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں آیا تھا دلائل سننے کے باوجود بھی انہوں نے جب حق کا اعتراف نہ کیا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ سلم نے انہیں مباہلہ کی دعوت دی وہ مباہلہ پر تیار نہ ہوئے بلکہ جزیہ دینا قبول کرلیا۔

انبیاء علیہم السلام سے عہد:

﴿وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ..... (۸۱)﴾

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے یہ عہد لیا کہ اگر تمہاری موجودگی میں سید الانبیاء خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو تم سب نے ان پر ایمان لانا ہے۔ انبیاء سے جو عہد لیا ہے حقیقت میں وہ عہد ان کی امتوں سے تھا۔ اللہ تعالی ہم سب کو ایمان کی نعمت عطا فرمائیں۔

پارہ نمبر:4

محبوب ترین چیز خرچ کرنا:

﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۔۔۔۔ (٩٢)﴾

اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی محبوب اور پسندیدہ چیز خرچ کیا کرو۔

خصائص بیت اللہ:

﴿اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ (٩٦)﴾

1: زمین پر سب سے پہلی عبادت گاہ کعبۃ اللہ ہے۔

2: اس میں اہم نشانیاں ہیں؛ جن میں

- مقام ابراہیم
- زمزم کا کنواں
- حطیم شامل ہیں

3: جو شخص حرم میں داخل ہو جائے اسے امن مل جاتا ہے۔

حج کی فرضیت:

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۔۔۔۔ (٩٧)﴾

پھر اس پارے میں اللہ تعالیٰ نے حج کے فرض ہونے کو بیان فرمایا ہے۔ جو شخص سفر وغیرہ کے اخراجات برداشت کر سکتا ہو، پیچھے اہل خانہ کے گذر بسر کا انتظام بھی ہو اور وہاں قیام کا خرچہ بھی ہو، اگر عورت ہو تو محرم بھی اس کے ساتھ ہو تو ایسے شخص پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ فریضہ حج ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔

اھل السنۃ والجماعۃ کا تذکرہ:

﴿یَّوۡمَ تَبۡیَضُّ وُجُوۡہٌ وَّ تَسۡوَدُّ وُجُوۡہٌ ۚ ..... ﴿۱۰۶﴾﴾

قیامت کے دن اہل السنۃ والجماعۃ کے چہرے سفید ہوں گے اور اہل بدعت کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

امت محمدیہ کی فضیلت:

﴿کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ تَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ..... ﴿۱۱۰﴾﴾

پھر اس امت کی خصوصیت بیان فرمائی ہے اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں، امر بالمعروف کرتے ہیں اور نہی عن المنکر بھی کرتے ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بہت اہتمام کرنا چاہیے۔ جو جائز اسباب ہیں نیکی کی طرف لانے کے ان کو اختیار کرنا چاہیے اور جو جائز اسباب ہیں گناہ سے بچنے کے ان کو اختیار کرنا چاہیے۔

کفار و منافقین سے دلی دوستی کی ممانعت:

﴿یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡا بِطَانَۃً مِّنۡ دُوۡنِکُمۡ لَا یَاۡلُوۡنَکُمۡ خَبَالًا ؕ وَدُّوۡا مَا عَنِتُّمۡ ۚ قَدۡ بَدَتِ الۡبَغۡضَآءُ مِنۡ اَفۡوَاہِہِمۡ ۚۖ وَ مَا تُخۡفِیۡ صُدُوۡرُہُمۡ اَکۡبَرُ..... ﴿۱۱۸﴾﴾

مسئلہ بیان فرمایا کہ منافقین اور کفار سے قلبی تعلق نہ رکھو کیونکہ وہ تمہیں نقصان پہنچانے کے درپے ہیں۔ ان کے دلوں میں جو بغض اور حسد پوشیدہ ہے وہ ان کی اعلانیہ باتوں سے زیادہ سخت ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو دین اور دنیا کی پریشانی

لاحق ہو۔ ہاں البتہ رکھ رکھاؤ اور وقتی ضرورت الگ چیز ہے۔

غزوات کا تذکرہ:

﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ..... ﴿۱۲۳﴾﴾

پھر تین غزوات کا ذکر کیا ہے:

1: غزوہِ بدر

2: غزوہ احد

3: غزوہ حمراء الاسد

یہاں تفصیل سے غزوہ احد کا ذکر ہے جو کہ پچپن آیات پر مشتمل ہے۔ اسلام کی سب سے پہلی جنگ جس نے حق اور باطل کا فیصلہ کیا وہ جنگ بدر ہے، جس میں مشرکین مکہ کو شکست ہوئی۔ انہوں نے اس کا انتقام لینے کے لیے خوب تیاری کی۔ 3ہجری میں مدینہ منورہ پر چڑھائی کی۔ اولاً مسلمانوں کو فتح ہوئی لیکن پھر مسلمانوں کی اجتہادی خطا (یعنی جبل الرماۃ پر جو پچاس افراد کا دستہ متعین تھا وہ اپنی ذمہ داری چھوڑ کر مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہو گیا تھا) کی وجہ سے یہ فتح شکست میں تبدیل ہو گئی جس سے ستر صحابہ کرام شہید ہوئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شہداء میں شامل تھے۔

ان غزوات کے ذکر کرنے کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اسلام جہاد ہی سے غالب آتا ہے۔

اللہ کا ذاکر کرنے والوں کا تذکرہ:

﴿اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ..... ﴿۱۹۱﴾﴾

دلائل قدرت کا ذکر کرتے ہوئے ذاکرین کی شان بیان کی گئی ہے کہ وہ

اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں۔

اہل ایمان کا تذکرہ:

﴿يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾﴾

سورۃ کے آخر میں اہل ایمان کو چار حکم دیے:

(1): تم صبر کرو، یعنی مصائب کی وجہ سے دل چھوٹا نہ کرو

(2): شجاعت اور بہادری کا مظاہرہ کرو یعنی ڈٹ جاؤ

(3): سرحدوں پر پہرے دو

(4): ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

سورۃ النساء

وجہ تسمیہ:

"نساء" عورتوں کو کہتے ہیں اس میں چونکہ اللہ تعالیٰ نے خواتین کے متعلقہ احکام بیان فرمائے ہیں اسی وجہ سے اس سورۃ کا نام "سورۃ النساء" رکھ دیا گیا ہے۔

اسلام کی نظر میں عورت کی عظمت:

حیران کن بات یہ ہے کہ پورے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرجال یعنی مردوں کے نام سے کوئی سورۃ نازل نہیں فرمائی البتہ عورتوں کے نام سے سورۃ نازل فرمائی ہے۔ خواتین کو کس قدر عظمت دی ہے! اب اس پروپیگنڈے سے متاثر ہونا کہ اسلام عورت کو عظمت نہیں دیتا، حقوق کا خیال نہیں رکھتا یہ ناانصافی ہے۔ اسلام نے سب سے زیادہ عورت کے حقوق بیان کیے ہیں اور عزت بھی دی ہے، مگر کوتاہی ہماری

ہے کہ ہم اسلام پر عمل نہیں کرتے۔

اس سورۃ میں کئی احکام بیان کیے ہیں:

یتیموں کے مال کی حفاظت:

﴿وَاٰتُوا الْیَتٰمٰٓی اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ..... ۝۲﴾

یتیموں کا مال ان کے حوالے کر دینا چاہیے، نہ ہی اسے کھائیں اور نہ ہی ان کے عمدہ مال کو ردی مال سے بدلنے کی کوشش کریں کیونکہ ایسا کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

تعدد ازواج کا بیان:

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ..... ۝۳﴾

اللہ تعالیٰ نے تعدد ازواج کا مسئلہ بیان فرمایا کہ ایک سے زائد؛ چار تک نکاح کرنے کی اجازت ہے لیکن ضروری نہیں۔ اگر کسی شخص کے پاس طاقت و ہمت ہو، اسباب ہوں، عدل کرتا ہو تو ذہن نشین فرمالیں کہ ایک سے زائد شادیاں کرنے والا افضل ہے۔ لیکن اگر حقوق ادا نہ کر سکتا ہو تو اس پر مواخذہ بھی سخت ہے۔ اگر ایک سے زائد شادیوں پر قوت و طاقت نہ ہو، اسباب نہ ہوں اور حقوق ادا نہ کر سکتا ہو تو پھر ایک ہی نکاح پر اکتفا کرنا بہتر ہے۔

میراث کا بیان:

﴿یُوْصِیْكُمُ اللّٰهُ فِیْٓ اَوْلَادِكُمْ ۗ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ..... ۝۱۱﴾

پھر میراث کا مسئلہ بیان فرمایا، وراثت کے تفصیلی اصول بیان فرمائے کہ کس کو کتنا حصہ دینا ہے۔ جہاں مردوں کے لیے میراث کے حصص کو بیان کیا ہے وہاں عورتوں اور بچوں کو وراثت کا حق دار قرار دیتے ہوئے ان کے لیے بھی حصص کو بیان کیا ہے اور یہ بتایا کہ عورتوں کو حصہ دینا ان پر کسی کا احسان نہیں بلکہ ان کا حق اور اللہ

تعالی کی طرف سے مقرر کردہ فریضہ ہے۔

محرمات کا بیان:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهٰتُكُمْ وَبَنٰتُكُمْ وَاَخَوٰتُكُمْ..... ﴿۲۳﴾﴾

محرمات کو بیان فرمایا یعنی کس سے نکاح کرنا جائز ہے، کس سے ناجائز ہے۔ یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ نکاح حرام ہونے کے بنیادی طور پر تین اسباب ہیں:

1: نسب۔ یعنی جو خونی رشتے ہیں۔

2: رضاعت۔ یعنی دودھ پینے کی وجہ سے جو رشتے ہوتے ہیں۔

3: مصاہرت۔ شادی کرنے کی وجہ سے جو رشتے ہوتے ہیں۔ کسی عورت سے نکاح اور خصتی ہوگئی ہو تو اس کی والدہ یعنی اپنی ساس سے نکاح نہیں ہو سکتا۔